ابلیس کی سازشوں کا جائزہ

حافظ عبدالحمید سلفی
اوکاڑہ کینٹ

انسانی معلومات کے بہت سارے ذرائع اس دنیا میں پائے جاتے ہیں ہر ذریعہ علم میں نقص اور خرابی پائی جاسکتی ہے مگر ایک ہی ذریعہ علم ایسا ہے کہ اسمیں نقص وخرابی کا شائبہ تک بھی نہیں وہ ایک سو ایک فیصد درست ہے آپ حیران ہوں گے کہ ایسا ذریعہ علم کونسا ہوسکتا ہے؟ ہاں ہاں میرے بھائی ایک ذریعہ علم ایسا ضرور ہے جواز اول تا انتہا بالکل درست ہے آنکھ دھوکہ کھا سکتی ہے، کان دھوکہ کھا سکتے ہیں آج کل کے مشینی دور میں مشین فیل ہوسکتی ہے مگر رب ذوالجلال والاکرام کی بتائی ہوئی بات ہر قسم کے مغالطوں سے پاک و صاف نظر آئے گی۔

ومن اصدق من الله قیلا (النساء/۱۲۲) ومن اصدق من الله حدیثا (النساء/۸۷) لا یاتیه الباطل من بین یدیه ولا من خلفه.

اسی طرح حبیب کبریا ﷺ کی بھی بتائی ہوئی بات از اول تا انتہا ہر قسم کی غلطیوں سے پاک و صاف نظر آئے گی کیونکہ حبیب کبریا ﷺ بھی جو معلومات کا ذخیرہ ہمیں فراہم کریں گے اس کی بنیاد وحی الٰہی پر مبنی ہے یہ بات بھی رب العزت فرمارہا ہے۔

ما ینطق عن الهوی ان هو الا وحی یوحی (النجم)

لہٰذا انسانی فطرت وعقل بھی اس بات کی متقاضی ہے کہ انسان ان معلومات پر عمل پیرا ہو جو سو فیصد درست ہیں ورنہ بعد میں ندامت وشرمندگی اٹھانا پڑتی ہے بلکہ بعض اوقات ناقابل تلافی نقصان بھی اٹھالیتا ہے۔

فتصبحوا علی ما فعلتم ندمین (الحجرات) شاید باری تعالی ہے کہ غلط معلومات پر عمل کرکے کل تم اپنے کئے پر شرمندہ نہ ہوجاؤ۔

اس مختصر تمہید کے بعد اب اصل مضمون کی طرف آتے ہیں کہ حضرت انسان کا اور بالخصوص بندہ مسلم کا حقیقی دشمن صرف اور صرف ابلیس و شیطان ہے کما قال عزوجل:

ان الشیطن لکم عدو فاتخذوه عدوا انما یدعوا حزبه لیکونوا من اصحاب السعیر (فاطر:٦)

یقیناً شیطان تمہارا دشمن ہے تم بھی اس کو اپنا دشمن سمجھو وہ اپنی پارٹی کو جہنمی بنانے کی دعوت دیتا ہے۔ مگر سبحان اللہ اس کے بالمقابل رب العزت کی دعوت کیا ہے؟

والله یدعو الی دار السلام (یونس:۲۵)

اور اللہ سلامتی والے گھر (جنت) کی دعوت دیتا ہے۔

لہٰذا جب ہمیں ہمارا پالنہار اپنی کتاب اور اپنے حبیب ﷺ کی زبانی صاف صاف بتلا رہا ہے اور سمجھا رہا ہے کہ شیطان تمہارا ازلی دشمن ہے تم بھی اسے دشمن سمجھو پھر کیا وجہ ہے کہ ہم اپنے حقیقی خالق کی بات پر کان نہیں دھرتے پھر وہ ہمیں ایک زاویئے سے سمجھا رہا ہے اور وہ زاویہ فطرت وعقل کے بہت قریب ہے وہ یہ کہ ہر ذی شعور انسان بلکہ اگر میں یہاں یہ جملہ بھی کہہ دوں تو مضائقہ نہ ہوگا کہ ہر حلالی انسان اپنے ماں باپ کے دشمن کو دشمن سمجھتا ہے بلکہ اگر کوئی اس کے والدین کو گالی دے یا بدتمیزی کرے تو وہ اس پر مارنے مرنے پر اتر آتا ہے۔ میں قربان جاؤں اپنے پیدا کرنے والے پر کہ اس سے بھی زیادہ جذباتی انداز میں اولاد آدم کو سمجھایا ہے

یبنی آدم لایفتننکم الشیطن کما اخرج ابویکم من الجنة ینزع عنهما لباسهما لیریهما سوتهما انه یرکم هو وقبیله من حیث لا ترونهم انا جعلنا الشیطن اولیاء للذین لایومنون. (الاعراف:۲۷)

اے اولاد آدم شیطان تم کو سیدھی راہ سے بھٹکا نہ دے جس طرح اس نے تمہاری والدین کو جنت سے نکالا لباس ان کا ان سے اتار لیا تھا تاکہ انہیں ننگا کردے۔ یقیناً وہ اور اس کا قبیلہ تمہارے گھات میں ہے اور تمہیں دیکھ رہا ہے وہاں سے جہاں سے تم ان کو نہیں دیکھتے۔ یقیناً ہم نے

ایمان لوگوں کو شیطان کا دوست بنا دیا ہے۔ اب اس آیت کریمہ کے حوالہ سے ذرا سوچیں کہ وہ بندہ جو ہمارے والدین کو سر بازار ننگا کر دے کیا ہماری فطرت وعقل پھر بھی یہ کہے گی کہ یہ ہمارا دوست ہے اس سے تھوڑا اور آگے بڑھیے اسی سورت کی آیت نمبر ۱۲ میں شیطان کی واردات انداز وطریقہ بھی ہمیں ہمارا پروردگار انتہائی مخلصانہ انداز میں بتا رہا ہے کہ اے اولاد آدم ذرا غور وفکر سے کام لو تمہارے ازلی دشمن نے تمہارے رب کے سامنے کھڑے ہو کر یوں کہا تھا ثم لا تینهم من بین ایدیهم ومن خلفهم وعن ایمانهم وعن شمائلهم ولا تجد اکثرهم شاکرین۔

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں شیخ الاسلام ابو الوفاء ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ کے ثنائی ترجمہ کا اقتباس نقل کرتا ہوں ملاحظہ فرمائیے:

ابن عباس سے روایت ہے کہ من بین ایدیهم یعنی دنیا کی طرف سے اور من خلفهم آخرت کی طرف سے عن ایمانهم نیکیوں کی طرف سے اور عن شمائلهم یعنی برائیوں کی طرف سے ایک روایت میں ہے کہ سامنے سے یہ کہ امر آخرت میں شک دلاؤں گا اور پیچھے سے یہ کہ انکو دنیا میں رغبت دلاؤں گا اور دائیں سے یہ کہ امر دین کو ان پر مشتبہ کروں گا اور بائیں سے یہ کہ گناہوں کی انکو لذت دلاؤں گا یہ بھی ہے کہ مراد اس سے بھلائی کی راہیں و برائی کی راہیں ہیں پس بھلائی کی راہوں سے روکے گا اور برائی کی راہوں میں زینت وخوبی دکھائے گا شاکرین کی تفسیر میں ابن عباس فرماتے ہیں کہ تو ان کو بکثرت مشرک پائے گا توحید والا نہ پائے گا۔ ابلیس نے یہ بات فقط غرور اور انانیت سے کہی تھی اور اتفاق سے اس کی بات صحیح ثابت ہوئی ولقد صدق علیهم ابلیس ظنه کا گمان سچا ثابت ہوا۔ ابن کثیر ابن جریر وغیرہ ثنائی ترجمہ فاروقی کتب خانہ ملتان ص ۱۸۲ جب ابلیس کا یہ مکالمہ خالق کائنات سے ہوا تو جواب میں خالق ارض وسماء نے یوں فرمایا: قال اذهب فمن تبعک منهم فان جهنم جزائکم جزا موفورا ۔ واستفزز من استطعت منهم بصوتک واجلب علیهم بخیلک ورجلک وشارکهم فی الاموال والاولاد وعدهم وما یعدهم الشیطن الاغرورا۔ وکفی بربک وکیلا (بنی اسرائیل:۶۵۔۶۳)

فرمایا جوان میں سے تیرا تابع ہوگا تو تم سب کا ٹھکانہ جہنم ہوگا جو تمہاری کافی وافی سزا ہوگی۔ اور ان میں سے جن پر تیرا زور ہے (چلالے) اپنی آواز سے بہکالے اور اپنے سوار پیادے ان پر دوڑا لے اور ان کے مالوں اور اولاد میں بھی شریک ہو لے اور ان سب کو وعدے سنائیو اور شیطان جو لوگوں کو وعدے دیتا ہے سراسر دھوکہ ہے یقیناً میرے بندوں پر تیرا زور ہرگز نہ ہو سکے گا تمہارا پروردگار کارساز کافی ہے اس آیت کریمہ کے حوالہ سے آج معاشرہ پر ایک نظر دوڑائیے کیا یہ حقیقت نہیں کہ حضرت انسان کلمہ گو بھلائی برائی کی نیت مخلوق کی طرف کرتا ہے کہ نہیں؟ رب کا دیا ہوا مال رب کی مخلوق کے نام نذر ونیاز کی صورت میں دیتا ہے کہ نہیں؟ رب کی دی ہوئی جان رب کی مخلوق کی نذر کرتا ہے کہ نہیں؟ ہر چیز میں رب کیساتھ رب کی مخلوق کو شریک ٹھہراتا ہے کبھی انسانوں کو داتا گنج بخش کبھی انسانوں کو غوث اعظم کبھی انسانوں کو بری سرکار، دستگیر، غریب نواز، مشکل کشا، وغیرہ کے القاب سے نوازتا ہے جبکہ یہ تمام صفات کا مالک صرف اور صرف اکیلا رب ذوالجلال والاکرام ہے۔ اسی کو قرآن نے یوں فرمایا:

والذین یدعون من دون الله لا یخلقون شیا وهم یخلقون ۔ اموات غیر احیاء وما یشعرون ایان یبعثون۔ الهکم اله واحد۔ (النحل)

وہ لوگ جو اللہ کے علاوہ مخلوق کو پکارتے ہیں (غمی وخوشی میں) انہوں نے کچھ بھی پیدا نہیں کیا بلکہ وہ خود پیدا کئے گئے ہیں وہ تو مر چکے ہیں زندہ نہیں ہیں انہیں تو یہ بھی شعور نہیں کہ وہ کب اٹھائے جائیں گے تمہارا معبود تو صرف ایک اللہ ہے کیا اس آیت کریمہ کی روشنی میں یہ بات اظہر من الشمس نہیں ہو جاتی۔ کہ علی ہجویری جنکو داتا گنج بخش کہا جا رہا ہے۔ وہ فوت ہو چکے ہیں اور ان کی قبر لاہور میں موجود ہے۔ کیا جنہیں یہ غوث اعظم کہتے ہیں کہ کیا وہ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ فوت نہیں ہو گئے کیا ان کی قبر بغداد میں موجود نہیں ہے؟ وغیرہ وغیرہ۔ قرآنی تعلیمات سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ شیطان ابلیس نے مخلوق کو دھوکہ وفریب دے کر رب تعالیٰ کا شریک اور نافرمان بنانے کی خوب سے خوب تر کوششیں جاری وساری رکھی ہوئی ہیں کیونکہ شیطان نے ازل سے ہی مہلت اسی لئے مانگی تھی:

قال رب فانظرنی الی یوم یبعثون قال فانک من المنظرین الی یوم الوقت المعلوم۔ (الحجر:۳۸۔۳۶) شیطان نے رب سے قیامت تک کیلئے مہلت مانگی رب نے مہلت دے دی سو اس کی دعوت بھی جاری ہے اور رب ذو الجلال والاکرام کی دعوت بھی جاری ہے اب یہ ہمارے اوپر منحصر ہے کہ ہم کسے اپنا دوست بنا رہے ہیں اور کسے اپنا دشمن کیا ہم شیطان کی دعوت پر لبیک کہہ رہے ہیں یا رحمن کی دعوت پر؟

(باقی آئندہ)